© rasailojaraid.com

ابوذرؓ کے گھر گیا دیکھا کہ ان کے گھر میں کچھ بھی نہیں آپؓ نے جواب دیا میرا ایک اور گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھ لگتا ہے وہاں بھیج دیتا ہوں (یعنی آخرت کے گھر) اس شخص نے کہا جب تک اس گھر میں رہنا ہے کچھ سامان تو ضروری ہے آپ نے فرمایا گھر کا مالک یعنی اللہ مجھے یہاں رہنے نہ دے گا۔

سادگی کی حدود

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مذکورہ بالا باتوں سے سادگی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اس سے مراد یہ قطعاً نہ لیا جائے کہ تہذیب اسلامی اپنے ماننے والوں کو دنیا کی دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں ایک پریشان بال، پریشان حال اور پراگندہ لباس قوم کی حیثیت سے پیش کرنا چاہتی ہے سادگی سے مراد گندگی نہیں لیا جا سکتا۔ لباس قیمتی نہ ہو لیکن صاف اور اجلا ہو رہائش ایئر کنڈیشنڈ نہ سہی بھونڈی اور بدتہذیبی والی نہ ہو۔ نسائی کی ایک روایت ہے کہ ابو الاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں سرکار نامدارؐ کی خدمت میں خراب کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوا تو حضورؐ نے مجھے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے جواب دیا ''جی ہاں'' حضور نے پوچھا کس قسم کا مال؟ میں نے عرض کیا اللہ نے مجھے اونٹ گائیں، بکریاں، گھوڑے، غلام سب کچھ عطا فرمایا ہے اس پر حضورؐ نے فرمایا جب خدا نے تمہیں مال دیا ہے تو خدا کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہئے۔

حضرت عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا جسکے سر اور داڑھی کے بال بہت ہی پریشان اور پراگندہ بکھرے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بالوں کی طرف اشارہ فرمایا گویا کہ آپ ان کی اصلاح اور درستگی کا حکم دے رہے ہوں وہ شخص واپس گیا اور اس نے ویسا ہی کیا بالوں کو درست کر کے پھر آپ کی خدمت میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اچھا نہیں ہے بہ نسبت اس کے کوئی شخص تمہارے پاس ایسی حالت میں آئے جس کے سر کے بال ایسے پریشان اور پراگندہ ہوں گویا وہ شیطان ہے اس روایت میں ثائر الراس کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی ہیں پریشان بکھرے بالوں والا جس کو تیل ڈال کر اور کنگھی کئے بہت زمانہ گزر رہا ہو۔

ان روایات کو سامنے رکھتے ہوئے سادگی کی حقیقت سامنے آ جاتی ہے۔ کہ اس سے مراد مجہول الحال ہونا نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض غالی قسم کے متصوفین کا خیال ہے۔

الغرض سادگی بذات خود ایک حسن، اسلام کا شعار، قرآن کا حکم اور اسوہ رسولؐ ہے جو ہر مسلمان کی زندگی کا مطلوب ہونا چاہئے۔

عرض کیا ہے

ریاض الرحمن ساغر

دینی مدرسوں کی سندات

کسی دینی مدرسے میں بکتی نہیں ہیں سندیں
رشوت چلے نہ پرچی دوران امتحان میں
رہتے ہیں بھوت اور نہ کوئی بوٹی مافیا ہے
ان مدرسوں میں ایسا گھپلا کبھی سنا ہے؟
ان کے برعکس ہیں جو تعلیم کے ادارے
ظاہر ہیں ہم پہ ان کے کرتوت جو ہیں سارے
پستول لے کے جو لڑکے امتحاں میں بیٹھیں
معیار کیا ہے ان کی پھر ڈگریوں کا سوچیں
پھر امتحاں کے پرچے جو لوگ جانچتے ہیں
نمبر لگا کے جھوٹے پیسے بٹورتے ہیں
اور دینی مدرسوں میں ڈرتے ہیں لوگ رب سے
معیار پر ہے ہوتا یکساں سلوک سب سے
جو اہلیت ہے جس کی، اس کی سند ہیں دیتے
ڈرتے نہیں کسی سے، پیسے نہیں وہ لیتے
ثابت ہوئی نہ جعلی، ان مدرسوں کی ڈگری
گھپلوں کی مدرسوں میں، کوئی خبر نہ دیکھی
پھر ان کی ڈگریوں کی توقیر کیوں نہ کیجئے؟
بی اے کے ہی مساوی کیوں اہمیت نہ دیجئے؟
خائف ہے اہل دیں سے کیا یہ معاملہ ہے؟
علم ایسے مدرسوں میں دیں سے جڑا ہوا ہے
(بشکریہ نوائے وقت)

مجلہ ترجمان الحدیث
کی بہترین ترویج، اشاعت کیلئے اپنی آراء و تجاویز
اس ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں
tarjuman@hotmail.com

اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے
مجلہ ترجمان الحدیث
میں اشتہار دیں
رابطہ کیلئے: 041-780274-780374

© rasailojaraid.com